

نقد و نظر

مولانا ابورحمان سیالکوٹی

مظہری مقالے (آخری قسط)

مقالہ نمبر ۲

میں نے لکھا تھا کہ مشاجراتِ صحابہ سے متعلق اہل سنت کا اصل مذہب توقف ہے تظہیر و تصویب اصل مذہب نہیں بلکہ بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت محض ایک رخصت ہے قاضی صاحب۔ اس کو غلط ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "اگر کوئی شیعہ ابورحمان سے سوال کرے کہ اگر آپ حضرت علی کو قرآن کا چوتھا موعودہ خلیفہ ارشد مانتے ہیں تو حضرت معاویہؓ نے تو ان سے جنگ کی ہے اس میں آپ کے نزدیک بمطابق مسلک اہل سنت غلطی کون ہے اور مصیب کون؟ تو کیا ابورحمان اس کے جواب میں یہ کہے گا کہ میں اس کا جواب بالکل نہیں دیتا کیونکہ اہل سنت کا اصل مذہب یہ ہے کہ اس سلسلے میں کوئی بات نہ کی جائے۔ کیا اس سے شیعہ مطمئن ہو جائیگا یا اس کو وہ لاجوابی اور شکست سمجھے گا؟" (ملخصاً بلفظ۔ حق چار یار بابت ستمبر ۱۹۹۲ء ص ۱۴)

یہاں قاضی صاحب نے مقالہ یہ دیا ہے کہ تظہیر و تصویب نہ ہونے اور بوقت ضرورت اس کے جائز ہونے کو ایک دوسرے کی ضد بنا دیا ہے۔ حالانکہ ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں ایک چیز اصل مذہب یا اصل سنت اور اصل طریقہ تو نہ ہو لیکن اپنی جگہ فی نفسہ جائز ہو۔ اسکی دسیوں مثالیں شریعت میں موجود ہیں۔ مثلاً دیکھئے کھڑے ہو کے کھانا، پینا، پیدشاب کرنا، بے وضو اذان دینا وغیرہ اصل سنت اور اصل طریقہ نہیں لیکن فی نفسہ جائز ہے۔ میں نے صحابہؓ کے تظہیر و تصویب کے بارے میں یہ تو لکھا ہے کہ یہ اہل سنت کا اصل مذہب نہیں لیکن یہ کہیں بھی نہیں لکھا کہ یہ نفس جائز بھی نہیں۔ بلکہ جہاں میں نے اس کے اصل مذہب ہونے کی نفی کی ہے۔ وہاں سنی اصولی اجتہاد کی پابندی کے ساتھ بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت اسکے جائز ہونے کی تصریح بھی بار بار کی ہے۔ اس لئے قاضی صاحب کا مذکورہ شیعہ اگر صحابہؓ کے صرف تظہیر و تصویب سے ہی مطمئن ہو جاتا ہے تو وہ برہمی خوشی سے صحابہؓ کو غلطی و مصیب کہیں لیکن اس سے اسکا نفس جواز ہی تو ثابت ہوگا۔ اسکا اصل مذہب ہونا اور اسکے بالمقابل توقف کا اصل مذہب نہ ہونا تو ہر گز ثابت نہ ہوگا۔

پھر گزارش یہ بھی ہے کہ مشاجراتِ صحابہؓ میں سکوت و توقف کو اگر میں نے اہل سنت کا اصل مذہب لکھا ہے تو بہتر و اسلم اور دنداری و تقویٰ! تو اس کو آپ نے بھی لکھا ہے اس طرح تظہیر و تصویب کے اصل

مذہب ہونے کی اگر میں نے نفی کی ہے تو اس میں صحابہ سے بدظنی کا خطرہ بتاتے ہوئے ان کی خطاء و صواب کو ذکر کرنے سے منع تو آپ نے بھی کیا ہے۔ لہذا آپ کا یہی شیعہ اگر مجھ سے مذکورہ سوال کریگا تو کیا آپ سے بھی وہ یہی سوال نہ کریگا؟ پھر آپ بھی اسکو یہی جواب دیں گے کہ میں کسی بھی صحابی رضی اللہ عنہ کو غلطی یا مصیبت نہیں کہتا کیونکہ اس سے صحابہ سے بدظنی پیدا ہوگی۔ بلکہ سکوت و توقف اختیار کرتا ہوں کیونکہ یہی بہتر اور اسلام اور دینداری و تقویٰ ہے۔؟ فرمائیے کیا آپ کے اس جواب سے آپ کا وہ شیعہ مطمئن ہو جائیگا؟ یا اس کو آپ کی لاجوابی اور شکست سمجھیگا؟

پھر قاضی صاحب کتنے بھولے بن رہے ہیں کہ سوال شیعہ سے کروا رہے ہیں اور قرآن کے موعود چوتھے خلیفہ راشد سے جنگ و قتال سے متعلق کروا رہے اور صرف اجتہادی خطاء و صواب کا کروا رہے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کیا قرآن کے موعود چوتھے خلیفہ راشد سے جنگ و قتال کرنے پر حضرت معاویہؓ کے بارے میں شیعہ صرف اجتہادی خطاء و صواب کا سوال کریگا یا گناہ و نافرمانی، قرآن و حدیث کی خلاف ورزی اور فسق و فجور کا سوال کریگا؟ خصوصاً جبکہ قاضی صاحب خود ہی حضرت معاویہؓ و دیگر مشاجراتی صحابہؓ کے اس قتال و اختلاف کو گناہ، یقیناً سنت نافرمانی، اللہ و رسول ﷺ کے حکم کی مخالفت اور قرآن و حدیث کی خلاف ورزی وغیرہ بنانے پر ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ ایسی حالت میں قاضی صاحب ہی ذرا ہتھامی ہوش و حواس فرمادیں کہ آپ کا یہ شیعہ، صحابہؓ کی اجتہادی خطاء و صواب کا سوال کریگا یا گناہ و سنت نافرمانی اور قرآن و حدیث کی مخالفت وغیرہ وغیرہ کو اجتہادی خطاء کا نام دینے اور پھر اس پر ان غلطوں کو ایک اجر بھی دلانے جیسی آپ کی وکالت صحابہؓ اور امامت اہل سنت پر ہنسے گا؟

ہاں تو پھر قاضی صاحب ذرا یہ بھی تو فرمادیں کہ الٹا مذکورہ شیعہ کیا حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کا بس اجتہادی صواب و خطاء ہی پوچھیگا؟ کیا وہ حضرت ابو بکرؓ کا حضرت بی بی فاطمہؓ بتول کو ناراض کرنا، حضور ﷺ کے فرمان

”من اغضبہا فقد اغضبنی“

کے حوالہ سے نہ پوچھے گا؟ کیا وہ حضرت عمرؓ کی اس دھمکی کا نہ پوچھیگا جو انہوں نے حضرت بی بی فاطمہؓ کو الٹا گھر جلا ڈالنے کی دہائی تھی نیز کیا وہ قلم و قراطس کے معاملہ میں حکم نبویؐ کی اس صریح خلاف ورزی کا نہ پوچھیگا جو انہوں نے کی تھی؟ نیز کیا وہ حضرت عباسؓ کے اس سب کا نہ پوچھیگا جو انہوں نے بھری عدالت فاروقی میں حضرت علیؓ کو کاذب، آثم، غادر اور خائن کہہ کر کیا تھا؟

نیز قاضی صاحب ذرا یہ بھی تو فرمادیں کہ حضرت علیؓ سے اجتہادی اختلاف کرنے والے صحابہؓ کے بارے میں صرف شیعہ کا ہی یہ سوال ان کو کیوں یاد رہا خود حضرت علیؓ کے بارے میں بھی قرآن و حدیث کے حوالہ سے ہی خوارج و نواصب کے اس سے زیادہ پر بیچ سوالات ایلو کیوں یاد نہ آتے؟

قاضی صاحب کو اپنی خاطر جمع رکھنی چاہیے کہ وہ اگر روافض اور خوارج و نواصب کے مذکورہ سوالات کے جوابات دیکر ان کو مطمئن کر لیں گے تو انشاء اللہ ابورحمان بھی مشاجرات صحابہ میں توقف کو اہل السنۃ کا اصل مذہب قرار دینے کے باوجود ان کے مذکورہ شیعہ کے مذکورہ سوال کا جواب دیکر اسکو مطمئن کر دیگا۔

قاضی صاحب اگر یہ سمجھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ کی عزت و حرمت کا تحفظ بس وہی کرنا جانتے ہیں دوسرا کوئی نہیں جانتا، تو یہ ان کی خام خیالی ہے۔

مغالطہ نمبر ۲۸

میں نے لکھا تھا کہ اجتہادی خطاء کا قول ناقص اور ادھورا ذکر خیر ہے۔ قاضی صاحب لکھتے ہیں کہ: "اہل سنت کی کتابوں میں حضرت معاویہؓ کی خطاء اجتہادی کا عموماً ذکر پایا جاتا ہے۔ ابورحمان کے نزدیک جب یہ ناقص اور ادھورا ذکر خیر ہوا تو گویا اہل سنت نے حضرت معاویہؓ کا ادھورا اور ناقص ذکر خیر کیا۔ اور ادھورے اور ناقص ذکر خیر میں یقیناً تنقیص پائی جاتی ہے تو گویا جمہور اہل السنۃ نے حضرت معاویہؓ کی تنقید کی ہے۔ العیاذ باللہ۔" (ملخصاً بلفظ) آگے حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ خطیب مرکزی جامع مسجد اسلام آباد و مستم جامعۃ العلوم الاسلامیہ الفریدیہ اسلام آباد کو میرے خلاف بھرمکاتے ہوئے (کیونکہ میں ان کے جامعہ کا ایک مدرس ہوں) لکھتے ہیں

"اب مولانا عبداللہ ہی بتائیں کہ کیا ابورحمان نے اہل سنت کے صابطہ کو مجروح نہیں کیا؟ اور کیا ایسا لکھنا مسلک اہل سنت سے خروج نہیں ہے؟" (ماہنامہ حق چار یار نومبر ۱۹۹۲ء ص ۵۷)

یہاں قاضی صاحب نے دو مغالطے دیئے ہیں ایک تو یہ کہ ناقص ذکر خیر کو مطلقاً تنقیص بنا ڈالا ہے اور دوسرا یہ کہ اپنے تخطیہ کو اہل سنت کے تخطیہ کی طرح سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ ان کی یہ دونوں ہی باتیں بالکل غلط ہیں نہ تو خطاء اجتہادی والا ناقص ذکر خیر ہر وقت تنقیص ہوتا ہے اور نہ قاضی صاحب کا تخطیہ ہی اہل سنت کے تخطیہ کی طرح ہے۔ میں اپنی کتاب سبائی فتنہ حصہ اول میں (از ص ۳۹۶ تا ص ۴۰۱) اس پر مفصل گفتگو کر چکا ہوں اور بالصریح لکھ چکا ہوں کہ

"کسی مجتہد کا تخطیہ اپنی ذات کے اعتبار سے تو اگرچہ اس مجتہد کی بے ادبی اور تنقیص شان نہیں لیکن مقصد تخطیہ اور انداز تخطیہ کے اعتبار سے کبھی اس میں بے ادبی اور تنقیص شان کی شان آجاتی ہے۔" (ص ۳۹۷)

پھر آگے اسکی تفصیل دی ہے۔ قاضی صاحب میری اس ساری وضاحت کو ہضم کر کے اسی تبلیغ اور علی بددیانتی و خیانت کے مرکب ہوئے ہیں جکا وہ بات بات پر مجھے مرکب بناتے ہیں۔ میری اس بحث کا عنوان ہے خطاء اجتہادی کی لبست ہمیشہ خالی از تنقیص نہیں ہوتی۔ تفصیل کے شوقین "سبائی فتنہ" میں ہی اس کو ملاحظہ فرمائیں اور قاضی صاحب کی مغالطہ دہی اور بہتان تراشی کی داد دیں۔

رہا قاضی صاحب کا اپنے تطہیہ کو اہل سنت کے تطہیہ کی طرح سمجھنا؟ تو اسکا اصولی فرق بھی میں بالتفصیل سبائی فقہ میں از ص ۶۰ تا ص ۶۳ بعنوان "تنبیہ" بیان کر چکا ہوں اور اس کے علاوہ بھی جگہ جگہ بتاتا رہا ہوں کہ قاضی صاحب کا تطہیہ تو برائے تطہیہ ہے جبکہ اہل سنت کا تطہیہ برائے تبریہ تھا۔ نیز قاضی صاحب نے اس خطاء اجتہادی کی صحابہ کی طرف نسبت کی ہے جو گناہ، یقیناً سنت نافذانی، قرآن و حدیث کی خلاف ورزی، از روئے نص قرآن در حقیقت بالکل ناجائز اور بطور اصل حکم بناوت وغیرہ۔ کی قسم سے ہے جسکو انہوں نے اب حضرت مجدد الف ثانی کے حوالہ سے "خطاء منکر" اور شاہ عبدالقادر کے حوالہ سے "فسق تنگ" بنا ڈالا ہے۔ جبکہ اہل سنت نے جس خطاء اجتہادی کی نسبت صحابہ کی طرف کی ہے وہ، وہ ہے جو بقول حضرت مجدد الف ثانی حضرت عمر بن عبدالعزیز اور خواجہ اویس کے صواب سے بھی افضل و بہتر ہے۔ لہذا اہل سنت کا تطہیہ گو کہ ہے ناقص ہی ذکر خیر لیکن صحابہ کی توہین و تنقیص نہیں جبکہ قاضی صاحب کا تطہیہ اپنے مقصد اور انداز بیان کے اعتبار سے صحابہ کی توہین و تنقیص ہی ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ خطاء اجتہادی کی نسبت ناقص ذکر خیر ہے یا کامل؟ تو اسکی تفصیل بھی میں کتاب میں (از ص ۳۰۲ تا ص ۳۱۱) کر چکا ہوں اور چند اشارات گذشتہ اوراق میں مضابط نمبر ۲۳ کے زیر عنوان کر آیا ہوں۔ قارئین اس پر ایک نظر ڈال لیں۔

مضابط نمبر ۲۹

میں نے لکھا ہے کہ اہل سنت کی کتابوں میں حضرت معاویہؓ وغیرہ کی "خطاء اجتہادی" کا جو ذکر آتا ہے تو اس سے مقصود خود خطاء کا ہونا، بتانا نہیں بلکہ اسکا اجتہادی ہونا بتانا مقصود ہے۔ یعنی کتابوں میں خطاء اجتہادی کا ذکر یہ بتانے کے لئے نہیں کہ صحابہؓ سے خطاء ہوئی تھی بلکہ یہ بتانے کے لئے ہے کہ خطاء اگر تھی تو اجتہادی تھی، عنادی یا منکر نہ تھی۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے "کتاب القوم مشونہ بالخطاء الاجتہادی" (اہل سنت کی کتابیں خطاء اجتہادی سے بھری ہوئی ہیں) جو فرمایا ہے تو خطاء کو خطاء منکر اور غیر اجتہادی کہنے والوں کے رد میں فرمایا ہے نفس خطاء کے اثبات میں نہیں فرمایا قاضی صاحب اس کے رد میں حضرت مجدد صاحب کی بعض عبارتیں نقل کر کے لکھتے ہیں۔

"اس سے ثابت ہوا کہ حضرت مجدد صاحب کے نزدیک امام وقت حضرت علیؓ سے جنگ کرنا نفس الامر میں خطاء منکر اور گناہ ہے لیکن حضرت معاویہؓ چونکہ صحابی اور مہتد ہیں لہذا اس کو اجتہادی خطاء قرار دیا جائیگا، اور میں نے بھی تو یہی کچھ لکھا تھا کہ الخ (حق جہاد یارد سمبر ۱۹۹۲ء ص ۲۵)"

یہاں قاضی صاحب نے حضرت معاویہؓ کے خلاف اپنے لکھے کو حضرت مجدد صاحب کے لکھے کے مطابق باور کرانے کا صرف مضابط ہی نہیں دیا بلکہ اس کے لئے حضرت مجدد صاحب پر ایسی افوس ناک بیتان تراشی بھی کر ڈالی ہے کہ اگر کوئی اور کرتا تو قاضی صاحب یقیناً اس کو جہاد منکر بھی کہتے۔ انہوں نے حضرت

مجدد صاحب کے دو مکتوبوں کے دو اقتباس نقل کئے ہیں ایک مکتوب نمبر ۲۵۱ کا اور دوسرا مکتوب نمبر ۲۶۶ کا۔ ان دونوں مکتوبوں کے دونوں اقتباسوں میں کوئی ایک حرف بھی ایسا نہیں ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ حضرت مجدد صاحب کے نزدیک حضرت معاویہؓ کی صفینی خطاء، نفس الامر میں خطاء منکر اور گناہ تھی۔ بلکہ حضرت مجدد صاحب نے تو سارا زور اس خطاء کا اجتہادی ہونا اور منکر وغیرہ اجتہادی نہ ہونا ثابت کرنے پر لگایا ہے حتیٰ کہ دلائل نقل کر کے ان حضرات کا نام لیکر ان کی تردید کی ہے جو اسکو خطاء منکر اور غیر اجتہادی کہتے ہیں چنانچہ اسی مکتوب نمبر ۲۱ کے اسی اقتباس میں جو قاضی صاحب نے میری تردید میں نقل کیا ہے۔ حضرت مجدد صاحب نے بالتصریح لکھا ہے کہ

"اور شارح مواقف نے جو یہ کہا ہے کہ ہمارے بہت سے اصحاب اس بات پر ہیں کہ وہ منازعات ازروئے اجتہاد کے نہیں ہوئے۔ معلوم نہیں اصحاب سے اسکی مراد کون سا گروہ ہے جبکہ اہل سنت اس کے برخلاف حکم دیتے ہیں۔ جیسے کہ گذر چکا اور قوم کی کتابیں خطاء اجتہادی سے بھری پڑی ہیں۔ الخ" (مکتوبات اردو ص ۳۹۹ ج ۱۔ ماہنامہ حق چار یار دسمبر ۱۹۹۲ء ص ۲۴)

قارئین ہی انصاف فرمائیں کہ حضرت مجدد صاحب، منازعات کو اجتہادی فرما رہے ہیں یا غیر اجتہادی، منکر اور گناہ، کبہ رہے ہیں؟ پھر آگے چل کر حضرت مولانا جامی کا نام لیکر فرماتے ہیں۔ کہ

"اور حضرت مولانا جامی نے جو خطاء منکر کہا ہے تو اس نے بھی زیادتی کی ہے، خطاء پر جو کچھ زیادہ کریں۔ خطاء ہے الخ" (مکتوبات مترجم اردو ص ۳۴۱ ج اول)

ملاحظہ فرمائیے! کس صراحت کے ساتھ حضرت مجدد صاحب خطاء کے منکر ہونے اور اسکو منکر کہنے کی تردید کر رہے ہیں۔ جب وہ خود خطاء کو منکر کہنے کو زیادتی فرما رہے ہیں۔ تو کیسے باور کیا جاسکتا ہے۔ کہ اسنے نزدیک یہ خطاء منکر تھی؟ جب حضرت مجدد صاحب اس خطاء کو اجتہادی سے زائد منکر اور غیر اجتہادی تک کہا جانا بھی برداشت نہیں کر رہے اور یہ کچھ کہنے والوں کی ان کی تمام تر عظمت و بزرگی کے باوجود نام لیکر تردید کر رہے ہیں۔ تو قارئین خود ہی اندازہ لگائیں کہ وہ اس خطاء اجتہادی کو خطاء اجتہادی سے بڑھ کر گناہ، یقیناً سخت نافرمانی، اللہ کے حکم کی مخالفت، ازروئے نص قرآنی درحقیقت بالکل ناجائز اور نافرمانی پر اصرار وغیرہ کہا جانا کب برداشت کریں گے اور گستاخانہ لب و لہجہ اور سبائیہ انداز بیان کی تو کیوں بھرپور تردید نہ کریں گے؟ لہذا قاضی صاحب کا یہ کہنا کہ انہوں نے بھی وہی کچھ لکھا ہے جو کچھ حضرت مجدد صاحب نے لکھا ہے، محض مغالطہ دہی اور حضرت مجدد صاحب پر صریح بہتان تراشی ہے جس سے قاضی صاحب کو سچی توبہ کرنی اور حضرت مجدد صاحب کی روح پر فتوح سے بصدق دل معافی مانگنی چاہیے، اگرچہ اسکی توقع ان سے بالکل عبث ہے کیونکہ وہ تو صحابہ کرامؓ پر گناہ و سخت نافرمانی اور قرآن و حدیث کی خلاف ورزی جیسے صریح الزام لگا کر بھی ٹس سے مس نہیں ہو رہے، حضرت مجدد صاحب تو پھر مجدد صاحب ہیں۔

مغالطہ نمبر ۳۰

ایک جگہ مجھ سے سوال کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

”مولانا ابوریحان سے سوال یہ ہے کہ جس طرح میں نے اکابر کی روایتیں پیش کی ہیں اس طرح آپ بھی ان اکابر بر معتقین اہل سنت کی ایسی عبارتیں پیش کریں جس میں یہ لکھا ہو کہ جنگ صفین میں حضرت معاویہؓ سے اجتہادی خطاء کا صدور نہیں ہوا۔ اور یہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے یا حضرت علی المرتضیٰ سے بھی جنگ صفین میں اجتہادی خطاء سرزد ہو گئی تھی۔“ (حق چار یار دسمبر ۹۲ء ص ۳۶)

اسے کہتے ہیں ”ماروں گٹھنا پھونٹے آنکھ“ اجی! میں نے یہ بحث ہی کہاں اور کب چھیڑی تھی کہ جنگ صفین میں فلاں سے خطاء اجتہادی کا صدور ہوا تھا اور فلاں سے نہیں ہوا تھا؟ نیز میں نے یہ دعویٰ ہی کیا تھا کہ کہاں کیا تھا کہ اس جنگ میں فلاں تو منطقی تھا اور فلاں مصیب؟ کہ مجھے اکابر کی ایسی عبارتیں پیش کرنے کی ضرورت ہوتی؟ میرا دعویٰ تو یہ تھا اور ہے کہ قاضی صاحب نے صحابہ کرامؓ کی مشاجراتی اجتہادی خطاء و صواب کو بیان کرنے میں اہل سنت کے اجتہادی اصول اربعہ کی خلاف ورزی کی ہے، ان کی اس اجتہادی خطاء کو تعبیر، معصیت، گناہ، یقیناً سخت نافرمانی، ازروئے نص قرآنی درحقیقت بالکل ناجائز، اللہ کے حکم کی مخالفت، قصور اور نافرمانی پر اصرار جیسے گستاخانہ الفاظ سے کیا ہے اس کے لئے طرز استدلال خالص سبائیانا، انداز بیان تنقیدانہ اور لب و لہجہ تنقیصانہ اختیار کیا ہے۔ اور اپنے اس دعوے کا ثبوت میں نے اکابر معتقین اہل سنت سے ایسا پیش کیا ہے کہ قاضی صاحب اپنی تمام تر کوشش کے باوجود کسی ایک ثبوت کا بھی کوئی معقول جواب سوائے ادھر ادھر کی بالکل غیر ضروری باتوں کے اور کچھ نہیں دے سکے اور نہ اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک دے سکیں گے۔ قاضی صاحب میں دم خم ہے تو اصل موضوع پر گفتگو کریں اس قسم کی غیر متعلقہ باتوں اور فضول سوالوں میں کم از کم اپنا ہی قیمتی وقت ضائع نہ کریں۔ ورنہ اس قسم کے سوالات کی کمی تو ہمارے پاس بھی نہیں۔ یقیناً نہ آئے تو نمونے کا ایک سوال حاضر ہے۔

ہمارا بھی حضرت قاضی صاحب سے سوال یہ ہے کہ

”جس طرح میں نے آنحضرت ﷺ کی حدیثیں اور اکابر کی عبارتیں اس مضمون کی پیش کی ہیں کہ صحابہؓ کے مشاجرات میں سکوت و توقف ہی کرنا چاہیے، بلا ضرورت تو ان کی خطاء اجتہادی کو بھی زبان پر نہ لانا چاہیے، اور بوقت ضرورت بھی صرف خطاء اجتہادی تک ہی رہنا چاہیے۔ اس سے زائد کوئی لفظ کسی قیمت پر بھی منہ سے نہ لانا چاہیے۔ اسی طرح آپ بھی آنحضرت ﷺ کی ایسی حدیثیں اور اکابر معتقین اہل سنت کی ایسی عبارتیں پیش کریں۔ جن میں یہ لکھا ہو کہ صحابہؓ کے مشاجرات و معاملات میں سکوت و توقف بالکل نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ اہل سنت کا مذہب ہر گز نہیں۔ ان کی خطاء اجتہادی کا ورد و طیف ہر وقت پڑھتے ہی رہنا چاہیے کہ یہی اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے بلکہ بوقت ضرورت تو ان کو معصیت، گناہ یقیناً سخت نافرمانی، اللہ و رسول کے حکم

کی خلافت ورزی، قرآن و حدیث کی مخالفت اور قصور و جور و غیرہ تک کا بلا تکلف مرتکب بنا دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ خصوصاً جبکہ اس کے بعد اسکی مراد خطا اجتہادی سے بیان کر دی جائے۔

قاضی صاحب اگر ہم سے اپنے مذکورہ فضول سوال کا جواب ضرور ہی لینا چاہتے ہیں تو وہ پہلے اسی وزن پر ہمارے مذکورہ سوال کا جواب ارشاد فرمائیں۔ کیونکہ وہ وکیل صحابہؓ اور امام اہل سنت ہیں پھر ان کے جواب کو روشنی میں ہم بھی ان کے سوال کا کوئی نہ کوئی جواب عرض کریں گے۔

ویسے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہؓ سے اجتہادی خطا صادر نہ ہونے سے متعلق ہم سے سوال کرتے وقت قاضی صاحب کو اپنا لکھا ہوا بھی شاید یاد نہیں رہا ورنہ وہ یہ سوال ہم سے نہ کرتے کیونکہ وہ خود ہی ابن حزم کے حوالہ سے یہ لکھ چکے ہیں کہ

"وذهب جماعة من الصحابة وخيار التابعين وطوائف ممن بعد هم الى تصويب محاربى على من اصحاب الجمل و اصحاب صفين و هم الحاضرون لقتاله فى اليومين المذكورين وقد اشار الى هذا ايضا ابوبكر بن كيسان" (خارجی فتنہ ص ۲۷۹/ج ۱)

مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ اور خيار تابعین کی ایک جماعت اور انکے بعد والوں میں سے بھی کئی گروہ اس طرف گئے ہیں کہ حضرت علیؓ سے لڑنے والے اصحاب جمل و اصحاب صفین (بھی) مصیب ہی تھے یعنی الکا اجتہاد بھی صحیح تھا۔

قاضی صاحب فرمائیں کہ صحابہ کرامؓ و خيار تابعین کی اس جماعت اور بعد والوں میں سے بھی ان کئی گروہوں کی اس تصریح کے بعد اور کن اکابر کی عبارتوں کے وہ طالب ہیں؟ پھر ان صحابہؓ و خيار تابعین کی ہی انہوں نے کب مافی ہے کہ اور اکابر کی وہ مانیں گے؟ نیز کیا خود قاضی صاحب نے ہی ابن تیمیہ کے حوالہ سے قاضی ابوبکر، امام غزالی، امام ابوالحسن اشعری اور فقہاء حنابلہ کی ایک جماعت کا مذہب، حضرت علیؓ کی طرح اصحاب جمل و صفین بالخصوص حضرت معاویہؓ کے مصیب ہونیکا نقل نہیں کیا؟ (خارجی فتنہ ص ۳۴۱/ج ۱) پھر اور کون سے اکابر کی عبارتیں ابورحمان پیش کرے؟ اگر یہ نقول یا ان اقوال کا انتساب ان اکابر کی طرف غلط ہے تو قاضی صاحب کی نقول اور ان کے انتساب کے صحیح ہونے کی ہی آخر کیا ضمانت ہے؟

یہ نمونے کے طور پر چند مغالطے ذکر کئے گئے ہیں اتنے ہی مزید تو یقیناً اور اس سے زائد غالباً مظہری

مغالطے ابھی باقی ہیں۔ محترم سید محمد کفیل شاہ صاحب بخاری سلمہ الباری کا بہت سخت اصرار اور تقاضا ہے کہ سبائی فتنہ کا دوسرا حصہ طباعت کے لئے بلا تاخیر ان کے حوالہ کیا جائے اس لئے فی الحال مظہری مغالطوں کو یہیں روکتا ہوں، سبائی فتنہ حصہ دوم کے کام سے فارغ ہو کر اگر ضرورت باقی رہی تو انشاء اللہ باقی مغالطے ہدیہ ناظرین کئے جائیں گے۔